خطبات

خواجہ شمس الدین عظیمی

Acd vol 155

Track 1

Time 49:47

سلاسل میں ادب و احترام کی اہمیت

... اعوذ باللہ

... بسم اللہ

...تلاوت سورۃ القرآن

... ھواللہ الذی لا اللہ

... سبحان اللہ

بسم اللہ ...انا اللہ وملا ئکتہ یصلون النبی...اللھم صلی علی محمد...انا حمید مجید... صلی اللہ تعالیٰ حبیبہ محمد...سبحان ربک رب العزت عم یشرکون...و ... سلام الالمرسلین ...والحمد الرب العالمین

سلسلہ عظیمیہ کے اغراض و مقاصد اور قوعد و ضوابط، اغراض و مقاصد اور قوعد و ضوابط کے ساتھ ساتھ بنیادی ضروریات سلسلہ کے اندر رہتے ہوئے ۔ اخلاق و آداب کے تقاضے اور ان تقاضو ں کو پو را کر تے ہو ئے سلسلہ کی تعلیمات کے حصول اور تعلیمات حاصل کر نے کے بعد ان تعلیمات کا پھیلا ئو اس کی نشروشات یہ آج جو کتابچہ اس پر ڈسکشن اجمال اس اجمالی خاکہ ہے ۔ آداب و احترام کے سلسلہ میںحضور قلندر بابااوولیا ء کی خدمت اقدس میں جب میں نے پہلی بار سلسلہ کی تعلیمات سیکھنے کے لئے حاضر ہوا اور دوران تعلیم سمجھا نے کے لئے حضور قلندر بابااولیا ء نے کچھ باتیں تحریر فر مائی تو کا پی کے پہلے صفحہ پر لکھا (باآدب با نصیب اور بے آدب بے نصیب) جہا ں تک ادب اور نصیب کا جوتعلق ہے یہ کو ئی ایسی بات نہیں ہے جو سمجھ میں نہیں ہے ۔ ظاہر ہے بچے جب بچہ معدم ہو نگے والدین کا پیار بھی انہیں حاصل ہو گا والدین کی تعلیم و تربیت بھی انہیں حاصل ہو گئی اس اساتذہ کے سامنے جا ئیں گے وہا ں اگر ادب و احترام کریں گے تو اساتذہ ادب ایک ایسی چیز ہے دنیا کے کسی خطے میں، کسی ملک میں ،کسی اسکول میں ،کسی کالج میں ،اس کے خلاف کو ئی بات آپ کو سنے کو نہیں ملے گی ۔ابھی میں سوچ رہا تھاکہ ادب کے بارے میں آپ لو گوں سے کیا عرض کرو ں میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ ساری کائنات بنا ئی کائنات کب بنی اس کا تو اللہ کو علم ہے ۔

کائنات کی تشکیل میں جب آدم کا عمل داخل ہوا اور آدم کی نیابت اور خلافت
زیر بحث آئی تو پہلی بات یہ ہے کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے علم سیکھا یا یعنی اللہ
تعالیٰ پہلے استاد ہیں پوری نوع انسانی کے اس لئے کہ ساری نسل آدم سے ہیچل
رہی ہے اور پہلے شاگر د آدم ہیں، علم سیکھا نے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرشتوں
سے کہا کہ اس کو سجدہ کرو سجدے سے مراد ہرگز یہ نہیں ہے اس کو اپنا
معبود بنا لو، اس کو اس کی پرستش کرو ،یا ا س کی عبادت کرو اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ کے جتنے بھی معاملات ہیں ان میں بنیادی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شرک
کو پسند نہیں کر تا اللہ تعالیٰ ایک واحد ذات ہے جو پرستش اور عبادت کے لائق
ہے اور اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے کہ آپ میں شک نہیں کر یں اللہ کو معبود بر
حق مانے ایک باروحدہ لا شریک مانے اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار
پیغمبربھیجے اس دنیا میں تو جب آدم نے علم سیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں
سے اور جنات سے کہا کہ آدم کو سجدے کر ویعنی آدم کے سامنے جھک جا ئو ،آدم
کا ادب کرو ،آدم کا احترام کرو ، آدم کی حاکمیت قبول کرو ،اور اس بات کا اعلان
کرو کہ آدم کو جو علم ہم نے عطا کر دیا ہے وہ تمہیں حاصل کر نی پڑے گی تو
یہ جو(باادب با نصیب) کا سلسلہ ہے وہاں سے شروع ہو گیا ہاب جن فرشتوں
نے جن جنات نے آدم کے سامنے سر جھکا یا ادب کیا احترا م کیا وہ اللہ تعالیٰ کی
طرف سے با نصیب قرار پائے ہاب مثلاً اس میں جتنے بھی پیغمبران علیہم الصلوٰ
ۃ والسلام اس دنیا میں آئے جتنے مسلے تشریف لا ئے ،جتنے اولیا ء اللہ ہے،جتنے
اچھے بزگیدہ بندے اس دنیا میں پیدا ہو ئے اورآئندہ ہو تے رہے گے وہ سب اس
رزق کے لوگ ہیں جو با نصیب ہیں یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم کو سن
کر اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطا بق آدم کا ادب کیا اور احترام کیا ہتو باادب با
نصیب)میں پہلی بات تو یہ ہے کہ با ادب با نصیب کا مطلب یہ ہے کہ با ادب
بندے جوہیں وہ اس گروہو ں سے تعلق رکھتے ہیں جس گروہوں میں تعمیل
ارشاد ہو تا ہے تعمیل حکم ہوتا ہے ہاور جو بندے تعمیل حکم نہیں کر تے چوں
چراں کر تے ہیں کچ بحثی کر تے ہیں ہاللہ کے سامنے منہ کھولتے ہیں جیسے
جنات میں ابلیس ہے شیطان ہے یا ابلیس ضرورت ہے یا انسانوں میں ایسے لوگ
ہیں جو ابلیس کے پیروکار ہیں وہ سب کے سب بے ادب ہیں او ر سب کے سب
بے نصیب ہیں باادب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعمیل ارشاد میں آدمی
جھک جا نا اب وہ جھکنا آدم کے سامنے وہ جھکنا اپنے روحانی استاد کے سامنے ہو
وہ جھکنا ،اسکول کے ٹیچر کے سامنے جھکنا ،اپنے بزرگوں کے سامنے کو وہ
جھکنا ،دادا کے نانا کے بڑے بھا ئی کے وہ سب لوگ با ادب ہیں اور کیوں کہ با ادب
ہیں اس لئے با نصیب ہیں اور جو لوگ تعمیل ارشاد نہیں کر تے وہ سب بے ادب
چونکہ بے ادب ہیں بے نصیب ہیں،توسلسلہ عظیمیہ میں جو پہلی بات حضور
قلندر بابااولیا ئ نے میری کتاب پر لکھی وہ یہی تھا بسم اللہ ...(با ادب با نصیب
اور بے ادب بے نصیب) تو جب با ادب کا ہم سورس نکالتے ہیں باا دب کہاں سے
شروع ہو ا تو ہمیں یہ آدم علیہ السلام کے سامنے جب فرشتے جھکے وہاں سے یہ

ادب کا شبہ شروع ہوا اور آدم علیہ السلام کے سامنے جو لوگ نہیں جھکے اللہ تعالیٰ کی تعمیل نہیں کی اللہ تعالیٰ کی انہوں نے نا فرما نی کی وہ سب کے سب بے ادب قرار پائے کیونکہ یہ ادب اللہ کی طرف سے قرار پا ئے اس لئے وہ سارے کے سارے بے نصیب ہیں تو سلسلہ عظیمیہ کی تعلیمات میں پہلی بات یہ ہے کہ شاگرد کو استاد کوکارکن کو کو ئی چھوٹا ہو بڑا ہو ذمہ داری اس کو سپرد کی گئی ہو ئی ہیا ذمہ داری کسی کو سپرد نہ کی گئی ہو اس کے اندر ادب ہو نا چا ہئے اس کے اندر احترام ہونا چا ہئے اس کے اندر خود بھی عزت نفس ہو اور دوسرے کے لئے بھی اس کے اندر عزت کا جزبہ کار فرما ہو، یہ بنیاد ہے سلسلے کی اوراب جب آدمی کے اندر ادب ہو تا ہے تو آدمی کے اندر سے کبر، غرور،تقابر، انا ناک جیسے کہتے ہیں خاندانی روایت تجسس یہ سب چیزیں ختم ہو جا ئیں گی اگر یہ چیزیں ختم نہیں ہو ئی تو اس نے با ادب با نصیب کا تقاضہ پو را نہیں کیا یہ جو دنیا ہے ساری یہ دنیا خاندانی روایات پر چل رہی ہے یہ آج بھی ہے حضور پاک ﷺ کے زمانے میں بھییہ بات تھی اور حضور پاک ﷺ کے زمانے سے پہلے بھی یہ خاندانی روایا ت ٹیریشن تھیں حضور پاک ﷺ اس دنیا میں تشریف لا ئے ہبت پرستی عام تھی لوگوں کو سمجھا یا گیا بھائی یہ جو تم بت پرستی کر رہے ہو یہ تو تم پتھروں کو پو چھ رہے ہو یہ بول نہیں سکتے سن نہیں سکتے جب بول نہیں سکتے سن نہیں سکتے چل پھر نہیں سکتے تو پھر کسی کو تکلیف کیسے پہنچا سکتے ہیں بھئی ...ان کے تو ہاتھ ہی نہیں ہلا سکتے ،ان کی تو زبان ہی نہیں ہلتی ، یہ کسی کو بددعا کیسے دے دیں گے ،لیکن ان لوگوں نے کیا کہا کہ بڑی عجیب بات ہے کہ ہمارے باپ داد ا جب بتوں کو پو چھتے رہے آپ کہہ رہے ہیں ان کو نہ پو چھیں ان کے اوپر یہ روایات یہی روایت آج کی موجود ہے کسی نہ کسی عنوان سے کبر کی شکل میں غرور کی شکل میں اختیار کی شکل میں بڑے میں بڑا ہوں میرے اندر یہی خواہش ہے کہ اختیار کی کیفیت ہے کہ سب میرا ادب کر یں سب میرا احترام کر یں میں کسی کا ادب کرو نہ کرو اس لئے لوگ میرا ادب کر یں میں یہ وہی خاندانی روایت ہے بت پرستی والی روایت تو باادب انسان جو ہو تا ہے وہ اپنا ادب بھی کراتا ہے اور دوسروں کا ادب بھی کر تا ہے اگر آپ کسی دوسرے کا ادب نہیں کر نا تو آپ کو ئی ادب نہیں کر یگا ۔ اگر آپ کسی کے لئے ایثار نہیں کر یں گے تو آپ کے ساتھ بھی کو ئی ایثار نہیں کر ے گا ۔آج کے دور میں بھی پچھلے دور میں بھی حضرت ابرا ہیم علیہ السلام کے دور میں بھی یہ بات عام رہی ہے معاشرے میں توقعات قائم کرتا ہے دوسروں سے لیکن وہ دوسروں کے حقوق کو اپنے اوپر لا ئق نہیں وہ کہتا ہے میرا سب کام کر دیں لیکن جب اس سے پو چھے بھا ئی یہ تیرے اندر تقاضہ ہے کہ جس طرح کام کر یں اس طرح کام آئیں تو دوست کتنا کام آرہا ہے تو اس صورت میں وہاں آپ کو سوائے خلا ء کے کچھ بھی نہیں ملے گا اگر آپ نے کسی سے تواقع قائم کر لی تو آپ کے اوپر فرض لا ئق ہو جا تا ہے کہ آپ اس کی توقعات کے مطا بق بھی پو رے ہو تے ہیں ورنہ آپ توقع قائم نہیں کر یں۔ میں ایک دفعہ ہمارے بھا

ئی ہیں پیر بھا ئی وہ تھالینڈ میں تھے انہو ں نے حضور قلندر بابااولیا ء ہوا ئی جہاز تھا بھیج دیا مجھے اچھا نہیں لگا اچھے اس لئے نہیں لگا کہ میرے پیرو مرشدہیں چلیں جا ئیں گے میں اکیلا رہوں گا بھیج دیا اور یہ ہے وہ ہے حضور چلین جا ئیں گے تو ہم اکیلے رہے جا ئیں گے تو حضور قلندر بابااولیا ء کچھ نہیں بو لے ان کا ایک میزاج تھا ہ وہ کو ئی کچھ بو لتے نہیں تھے اورمو قعہ کی تلاش میں رہتے تھے دو دن میں چار دن میں مہینے میں جب مو قع ملے تب اس بات کو دوہراتے تھے آمنے سامنے باتیں کرتے تھے ہخیر وہ خاموش ہو گئے میں بھی بھول گیا رات کو میں نے خواب دیکھا کہ سیدنا حضور علیہ الصلوٰ ۃ والسلام کا دربار ہے اور میں وہاں حاضر ہوں ہمیرے ہاتھ بندھے ہو ئے ہیں جیسے نماز میں ہوتے ہیں اور سر جھکا ہوا ہے تو حضور پاک ہ نے ارشاد فرمایا کہ بدر کیسا آدمی ہے ؟تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہہ بدر صاحب بہت اچھے آدمی ہیں میرے اپنے بھا ئی ہیں تو حضور پاک ہ نے ذرا اونچی آواز میں فرمایا؛ اچھا آدمی برا کیسے ہو سکتا ہے ہ تو اس میں اتنی دہشت طاری ہو ئی مجھ پر مجھے یہ تو یاد نہیں آیا میں نے بدر صاحب کو کچھ کہ تھا لیکن میں ڈر گیا خوف ذدے ہو گیا اور خوف ذدہ ہو کر میری آنکھ کھل گئی تو صبح کو میں حضور قلندر بابااولیا ء کو چا ئے پیش کیا کر تا تھاتو میں نے صبح صبح عرض کیا حضور میں بہت پریشان ہوں کہ مجھ سے بات تو انہوں نے کہا ٹھیک ہے انہوں نے بدر صاحب کو سخسس کہا تھا تو فرمایا قانون یہ ہے روحانی قانون یہ ہے اگر آپ نے کسی آدمی کو ایک دفعہ اچھا کہہ دیا وہ اچھا ہے وہ کتنا ہی برا ہے آپ کہہ گے اچھا ہے اگر آپ نے اس کو برا کہا تو وہ برا ہےہ کیوں کہا اچھا آپ نے آپ سے کسی نے کہا تھا آپ اسے اچھا کہو ایک دفعہ آپ نے یہ کہہ دیا یہ میری بہن بہت اچھی ہے ہاو ر کل کو آپ اس کی قیمت کریں تو شمار منافقوں میں ہو جا ئے گا وہ آپ کی بہن ہے آپ اسے اچھا نہ کہیں اس بہن نے تو آپ سے نہیں کہا کہ مجھے اچھا کہو یہ ادب ہے ہمارے یہاں صورت یہ ہے کہ ہم ایک آدمی کودس دفعہ اچھا کہتے ہیں اورچا لیس دفعہ برا کہتے ہیں یہ ادب کے دائرے سے باہر بات ہے ہدوسری بات یہ ہے کہ ادب میں اگر آپ کیسی سے توقع قائم کر تے ہیں تو ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ جتنی تواقع آپ نے قائم کیںہوتنی ہی آپ کے اوپر ذمہ داری آپ کے اوپر عقائد ہو گئی ہوہ آدمی آپ کی توقع پو ری کر ے یا نہ کرے لیکن کیونکہ آپ سے توقع قائم کر لی ہے اس لئے آپ اس توقع کے برا براس آدمی کی خدمت کر نے پر مجبور ہیںاس کی مثال حضور قلندر بابااولیا ئ کے الفا ظ میں اس طرح ہے کہ آپ کسی کے گھر گئے یا آپ کیسی کے گھر گئی ملنے ر آپ کے ذہن میں یہ بات ہے یہ میری بہن میرا بھا ئی مجھے چا ئے پی لا ئیں ایک پیالی اور اب وہ جلدی میں یا اس کو خیال نہیں آیا یا اس کے گھر میں چا ئے نہیں ہے سب اس بندے نے اس بندی نے آپ کو چائے نہیں پلا ئی آپ چلے آئے وہاں سے یہ بات یہاں ختم ہو گئی لیکن وہ بہن یا بھا ئی جس کے گھر آپ گئے تھے آپ کے گھر آیا مہینے میںآ یا، دو مہینے میں آیا، تین مہینے میں آیا اگر آپ نے اس کو چائے ہیں پلا ئی اگر آپ نے اس کو چا ئے

نہیں پلا ئی توآپ کا شمار اچھے لوگوںمیں نہیں ہو گا ۔اب اس کو یوں سمجھیں
اگر اس نے آپ کو ایک روپے کی چا ئے پلا ئی ایک رو پے قیمت رکھ لیجئے ، اب اللہ
تعالیٰ کا قانون ہے۔ اللہ کے لئے جب کو ئی کام ہو تا ہے۔ تو دس دنیا میں اللہ اس
کا اجر دیتا ہے۔ اور ستر آخرت میںدیتا ہے ۔ اجر سے مرا د پیسے بھی ہو سکتا
ہے ،اجر سے مرا دوسائل بھی ہو سکتے ہیں ،،اجر سے مرا دوسائل بھی ہو سکتے
ہیں عزت ابرو، شان ،شوکت شادی بیاہ بچے والدین یہ سب جو ہیں یہ وسائل
میں ہیں صحت بیماری ،پریشانی ،بدحالی ،بے سکونی ،سکون،بے قراری ،قرار یہ
سب وسائل میں شامل ہیں۔اب وہ بندہ آپ کے گھر آیا اسے نہیں پتا آپ اس کے
گھر گئے تھے تو اس کے ذہن میں یہ تھا کہ اس کو چائے پلا ئے آپ کے وسائل میں
سے دس وسائل کٹ جا ئیں گے۔ ہو سکتا ہے دس گنا۔ آپ کو بیماری مل جا ئے،
ہو سکتا ہے دس گنا۔ آپ کی عزت میں کمی جا ئے ،ہو سکتا ہے دس گنا۔ آپ
کی پیسے کم ہو جا ئیں ،تو اگر یہ کہتا ہے توقع قائم کر نی نہیںچا ہئے کسی سے
روحانیت کہتی ہے توقع قائم، سوائے اللہ کے حضورقلندر بابااولیا ء فرما تے ہیں
اللہ تعالیٰ واحد ذات ہے اگر اس سے آپ ایک روزانہ لاکھ خواہشات منصوب
کریںتو اللہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ آپ کی روزانہ ایک لا کھ خواہش پو ری
کر ے جو بندہی نہیں کر سکتا تو ادب کا کیا تقاضہ ہوا کہ جو آپ کسی سے توقع
رکھتے ہیں اپنے لئے وتنی ہی توقع اس کی پو ری کر یں ورنہ آپ کو نقصان ہو گا
اچھا دو سرا یہ ہے کہ جب آپ اس کے گھر گئے چا ئے پینے چا ئے کا خیال آیا کہتے
ہیں نہ وہاں گئے تو اس نے تو چا ئے کی ایک پیا لی کو بھی نہیں پو چھا یہ سب
کہتے ہیں مرد بھی کہتے ہیں عورتیں بھی کہتے ہیں تو اس نے چا ئے کا نہیں پو
چھی تو اس کتے اوپر کو ئی اس کا وہ نہیں ہو تا کو ئی محافظہ کو ئی مخرفہ
نہیں ہو تاتو اگر آپ جس سے جو توقعات قائم کر یں آپ اتنی ہی توقعات
دوسرے کی پوری کریں ورنہ توقعات قائم نہ کریں ۔اپنے اللہ سے توقع قائم کر یں
۔بہت ساری با تیں بتا نی اب یہ علم کیسے حاصل کیا جا ئے اب دیکھیں علم کی
حاصل کر نے کی کو ئی ایسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے آپکے بچے ہیں دو سال
دس مہینے میں آپ اسکول میں داخل کر تے ہیں وہ بچاروں کو کچھ پتا ہی
نہیں ہے اتنی چھوٹے ہو تے ہیں وہ لیکن آپ ان کو صبح کو جا گا دیتے ہیں بچے
سو تے ہو ئے ہو تے ہیں رو تے ہو ئے ہوتے ہیں گھسٹ گھساٹ کے ان کو گاڑی
میں ڈال دیتے ہیں ۔بچے بچا رے وہاں اسکول میں چلے گئے اماں اکرپڑ کے سو جا
تی ہیں ۔لیکن آپ بچے کا اسکول نگانہیں ہو نے دیتے بچے اسکول سے آتا ہے اگر
ضرورت ہو تی ہے گھر مں بھی ہو م ورک کرواتی ہیں ۔اگر یہ سب آپ نہ کر
یں بچے کے ساتھ کو ئی بچے ایک سال کے بعدکبھی بھی دوسری کلاس میں شا مل
نہیں ہو گا ۔یہ قانون ہے ہم سب ہی کر رہے ہیں روز ہی کر رہے ہیںروز ہی
کر تے ہیںتو جس طرح دنیا وی علوم سیکھنے کے لئے وقت کی پا بندی ضروری ہے
جس طرح دنیا وی علوم سیکھا نے کے لئے پنے بچوں کے ساتھ ہم محنت کر تے ہیں
۔فیسیں جمع کراتے ہیں ۔یو نیفارم خریدتے ہیں یعنی خرچ کرتے ہیں تو اسی

صورت سے اگر روحانی علوم آپ کو سیکھنے ہیں تو یہ پوری مشق جو بچو نکے
ساتھ آپ کو ہو رہی ہے آپکو روحانی علوم میںبھی کر نی ہو گی اور اگر آپ یہ
مشق نہیں کر یں گے تو جس طرح بچے اسکول میں غیر حاضر ہو نے کے بعد
امتحان میں پاس نہیں ہو تا اسی طرح کو ئی روحانی تعلیم علم بھی آئندہ
کلاسوں میں نہیں جا سکتا اب یہ کہ بڑا مشکل ہے پھر تو کو ئی روحانیت سیکھ
ہی نہیں سکتا اس لئے اب جب ہم روحانیت سیکھنے آئیں ہیں ہم روحانیت اس
وقت سیکھنے آئیں ہیں جب سب کچھ ہمارا کھو چکا ہے بچپن ہمارا ختم ہو گیا
بچپن سیکھنے کا ز ما نہ ہے بچپن میں ہماری کو ئی کیا کہتے ہیں مصروفیات
نہیں تھیں اب تو ہمیں بچوں کو بھی اسکول بھیجنا ہے گھرمیںکھا نا بھی پکا نا ہے
اور اپنے شوہر کی بھی جو ضروریات ہیں وہ پو ری کر نی ہیںتو ایمانداری کی
بات یہ ہے کہ کو ئی روحانیت نہیں سیکھ سکتا ۔اگر روحانیت آپ کے سیکھ
سکتے ہیں بغیر وقت دئیے ہو ئے تو آپ کے بچے بھی بغیر وقت دئیے ہو ئے میٹرک
کر سکتے ہیں آپ کے بچے بھی بغیر وقت دئیے ہو ئے ایم اے بی اے کر سکتے ہیں
لیکن اس میں ایک بات اللہ نے بڑی گنجائش کی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کو ئی
بندہ جب میرے لئے جدو جہد کر تا ہے تو میں نے لا زم کر لیا ہیاس کو ہدایت دینا
فرق صرف یہ ہے کہ اس جدو جہد اور کو شش میں خلوص اتنا ہو کہ اس کو
شش میں اللہ کے علاوہ کچھ نہ ہو یہ جو بھی آپ نے کو شش کر نی ہے جیسے
آپ کے بچے ہیں وہ کو شش کر رہے ہیں ہمیں کچھ پتا کو ئی ہے لیکن ان کی
منزل میٹرک ہے اے لیول ہے وہ لیول ہے اس میں خلوص ہو تا ہے بچوں میں
انہیں کچھ پتا نہیں وہ ان کو پڑھتے چلے جا رہے ہیں پڑھتے چلے جا رہے ہیں دو
سری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فر ما دی جب کو ئی بندہ میری طرف ایک
طرف بڑھتا ہے تو میں اس کی طرف دس قدم بڑھتا ہوں جب کو ئی بندہ میری
طرف لپکتا ہے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں ۔اب یہاں یہ جو مسئلہ ہے
بھئی اب اگر کسی بندے نے روزانہ اللہ کے لئے ایک گھنٹہ لگا دیا تو وہ ایک گھنٹہ
برابر دس گھنٹے کے ہو گئے اور اگر اس ایک گھنٹے میں زوق شوق زیادہ ہو گیا تو
پھر وہ گھنٹے زیادہ بھی بڑھ جا ئیں گے جو لپکتا ہے میں اس کے ساتھ دوڑتا ہوں۔
جومیری طرف لپکتا ہے میں اس کے ساتھ دوڑتا ہوں دنیا داری کا کوئی مسئلہ نہ
ہو جس طرح بچے آپ کے جا تے ہیں اس طرح دنیا داری کو ئی ہو تی ہے اگر کو
ئی دنیا داری کے بوڑھا آدمی نہیں پڑھتا جس طرح ایک بچہ پڑھتا ہے تو ایک گھنٹہ
کا جو تسلسل ہے وہ آپ کی صلاحیتوں میں اتنا اضافہ کردیتا ہے کہ آپ روحانی
علوم سیکھ سیکھتے ہیں لیکن اب صورت یہ ہے کہ ایک گھنٹہ آپ نے لگا یا علم
سیکھنے کے لئے دس گھنٹے کی صلاحیت آپ کو مل گئی اب آپ نے ایک دن نگا ہ کر
دیا دس گھنٹے کی صلا حیت کم ہو گئی ۔روحانیت سیکھنا مشکل بہت مشکل کام
ہے بہت ہی مشکل بات ہے حضور قلندر بابااولیا ء فرمایا کر تے تھے روحانیت وہ
بندہ سیکھ لیتا ہے جولو ہے کے چنے چبا دیتا ہے لو ہے کے چنے چبا نے کی صلاحیت
ہے تو وہ روحانی سیکھ سکتا ہے ،لوہے کے چنے کا مطلب ہے مشکل کام لیکن

اگر آپ نے اللہ کے لئے ایک گھنٹہ روز کے ساتھ پابندی کے ساتھ اللہ کے ساتھ آپ
رہے تو نتیجہ کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی طرف دس گھنٹہ یعنی دس گھنٹے کے
برابر آپ کو راز سے قربت کی صلاحیت منتقل ہو جا ئے گی ولذین جھا دو فین
لنا...اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں نحن اقرب علیہ ...میں تم سے دور نہیں ہو ں میں
توتمہاری رگ جان سے بھی زیادہ قریب ہو ں میں ہی ابتداء ہوں ،میں ہی
انتہاء ہوں ،میں ہی ظاہر ہوں ،میں ہی باطن ہوں ،میں ہی چھپا ہوا ہوں
میں ہی کھلا ہوا ہوں،جہاں تم ہو وہاں میں موجود ہوں ،تم سانس لیتے ہو
میں تمہارے سانس کے ساتھ اب دیکھئے آپ نے کیا اس بات کو سمجھا ہوا ہے ہم
نے پڑھا ہواہے سنا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے آدم کا پتلا بنا یا ...عربی آیت ...آدم کا
سڑھی ہو ئی مٹی سے گاڑے سے آدم کا پتلا بنا یا اب اسا پتلے میں جان ون کچھ
بھی نہیں تھی ایک گڑیا بنا دی اور اس پتلے کے اندر اللہ تعالیٰ نے اب بھی روح
پھونک دی پھونک مار دی ونفخت فیہ...اس پتلے کے اندر میں نے پھو ...پھو...پھونک
مار دی اور یہ بھی کہتے ہیں اس پتلے کے اندر میں نے اپنی جان میں سے جان ڈال
دی ہآپ مجھے سوچ کر بتا ئیںایک پتلا ہے ایک پتلے کے اندر روح ہے زندہ ا ب زندہ
آدمی زندہ آدمی کیا ہے ؟زندہ آدمی کیا ہے ؟ہیں ...روح کیا ہے ؟اللہ کی جان
ہے تو اپنی جان کو آپ نہیں ڈھوند سکتے اپنی جان جب مرا ہوا آدمی پتلا ہی ہوا
نہ کیوں کہ آپ خود اللہ کی جان ہیں آپ خود اللہ کی پھونک ہیں ،آپ خود اللہ
کی روح ہیں ،اور روح ہے تو زندہ ہے ورنامردہ ہے تو اللہ کو ڈھونڈنااللہ کو تلا
ش کر نابھئی کیسے مشکل ہوا لیکن اگر آپ روح سے اس مادی وجود کو سب
کچھ سمجھتے ہیں تو اتنی دوری واقع ہو جائے گی تو روح کو تلاش کر نا مشکل
ہو جا ئے گا کو ئی مر دہ آدمی حرکت نہیں کر تا کیوں نہیں کر تا ،کو ئی مردہ
آدمی پانی پی سکتا ،چا ئے نہیں پیتا ،تو اگر میں چا ئے پیتا ہوں تو چا ئے کون پیتا
ہے؟ روح پیتی ہے اگر میں کھا نا کھاتا ہوں تو کون کھا تا ہے ؟روح کھا تی ہے اور
اگر روح کھا نا نہیں تو مر نے کے بعد آپ کھا نا کیوں نہیں کھا تے ؟تو ویسے تو
روحانیت سیکھنا بڑا مشکل ہے اس قانون کے تحت کہ بندہ ایک قدم بڑھتا ہے اللہ
دس قدم بڑھتا ہے تو اس کا جو وقت ضائع ہوا وہ بیس سال پچیس سال اس کی
کورچ میں آتے ہیں لیکن یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رکھئے اگر ایک گھنٹے کا آپ نے
نگاہ کیاہے تو آپ دس گھنٹے پیچھے جا ئیں گے ہاب ایک مہینے میں آپ روز ایک
گھنٹہ اللہ کو دیا تیس گھنٹے تیس گھنٹے کا مطلب ہے تیس دن تیس سو تین
سوگھنٹے کا کام کیا اب ایک مہینے میں آپ نے پندرہ نگے کردی تو ہم جو لوگ ہیں
ہم تین چار پانچ منٹ آدھا گھنٹہ ایک گھنٹہ بھی سلسلے کو پا بندی سے نہیں دے
سکتے تو روحانی علوم سیکھنے کے لئے ضروری ہے روحانیت کی پابندی ہو اسباق
پو ری طرح پڑھے جا ئیںاور اغراض و مقاصد اور قواعدضوابط کا بار بار مطا لعہ
کیا جا ئے ہمثلاً اس میں لکھا ہوا ہے جو لوگ محنت کرتے ہیں وہ بیماریوںمیں
مبتلا ہو جا تے ہیں ہیعنی صلاحتیں ان کے اندر زنگ آلو د ہو جا تی ہیں ہاب یہاں
کسی کو دس سال ہو گئے ،کسی کو بیس سال ہو گئے ،سلسلۂ میں کسی کو

پندرہ سال ہو گئے ،غصے سے نجات ہی نہیں ملی کسی کو جب غصے کے بارے
میں اس میں یہ بھی لکھا ہوا ہے اتنی کر لیز ہو جا تی ہیں جو آپ کئی سالوں
میں بھی پو را نہیں کر سکتے ہتو سلسلے کی تعلیمات حاصل کر نے کے لئے
ضروری ہے کہ آپ سلسلے کے قواعد و ضوابط پر عمل کر یں انہیں بار بار پڑھیں
اور ان پر عمل کر نے کی پو ری پو ری کر نے کی کو شش کر یں ہاور جو وقت
مقرر کر لیا ہے آپ نے ایک اور بات حضور قلندر بابااولیا ء فرمایا کر تے تھے کہ یہ
لوگ بڑے مصروف ہو تے ہیںاگر انہیں ایک دو منٹ فرصت مل جا ئے یہ بھی بہت
بڑی بات ہوتی ہے ہاتنی ان کی مصروفیت ہے انہو ں نے ایک دن مقرر کر لیا
بھئی ہمارے جتنے شاگرد ہیں وہ مراقبے میں بیٹھے ہو ئے ہیں ہم نے ان کو جا کر
دیکھنا ہے اور ان کا تصور کر نا ہے اب وہ روٹین کے مطابق اپنے کسی مرید کے
پاس گئے ہٹی وی دیکھ رہے ہیں بیٹھے ہو ئے پندرہ دن میں مہینے میں تین سال
مرید صاحب پڑے ہو ئے سو رہے ہیں پھر مہینے دو مہینے تین مہینے میں فرصت
ملتی ہے پھر گئے تو پتا چلا وہ شادی میں گئے ہو ئے ہیں ایک بجے تو سبق کا ٹائم
تھا جب دو دفعہ تین دفعہ یہ بات ہو تی ہے تو شیخ کہتا ہے کہ اس کے با ت تو
اب وہ سالوں مہینوں کے لئے محروم ہو جا تا ہے مرشد ا ب اس کی بھی آپ
مثال لیں لیں آپ کے بچے اس طرح اسکو ل جا ئیں جس طرح ہم لوگ مرا قبے
کر تے ہیں کیا وہ اگلی کلاس میں جا سکتے ہیں ؟تو سلسلے کے اسباق میں
پابندی ہو نی چا ہئے اور اور وقت کا تعین جو ہے وہ بہت ضروری ہے چوتھی بات
یہ ہے کہ ہر انسان یہ چا ہتا ہے کہ انسانی معاشرے جو ہے وہ ترقی کر یاور جو
بات ہمیں اچھی لگی وہ ہم دوسروں تک پہنچا ئیں تو علوم سیکھنے کے بعد یا
علوم سیکھنے کے دوران ہی طلب علم کے زمانے میں یہ بات بھی آدمی کے اندر
مسلسل عمل میں رہنی چا ہئے کہ اپنی تعلیمات کو لوگوں تک پھیلا ئیں ہاب مثلا
ً میں نے ابھی آپ سے عرض کیا کہ روح کااور جسم کا میں نے ایک رشتہ بیان
کردیا اب کسی بھی آدمی سے پڑھے لکھے سے جاہل سے بڑے سے چھوٹے سے
بوڑھے سے جوان سے آپ کہیں گی سب کچھ روح ہے وہ کہے گے بھئی کیسے وہ
کہے گے بھئی ایک مردہ آدمی ہے اس کو پانی پلا کر دیکھا کھا دو بھئی ...آپ کہے
گے سب کچھ روح کا ہے تو آپ کہے گے روح تو جسم ہے انہوں نے کہا اچھا جسم
ہے تو بھئی جسم میں ہم چٹخی بھر تے ہیں اس کو یہا ں محسوس کر تا ہے اور
جب مردہ آدمی کو کاٹ دیتے ہیں تو اس پر تو کو ئی اثر نہیں ہو تا یہ جو اس
قسم کی باتیں ہیں مثالیں ہیں یہ آپ اپنے گھر سے شروع کر یں بھا ئی کو بہن
کو دوستوں کو اپنے رشتے داروں کو آپ نے سیکھا ضروری نہیںہے آپ فارغ اور
تحصیل ہو کر اپنے علوم پھیلا ئیں ہجو کچھ آپ علم سیکھ رہے ہیں اپنا تجربہ کر
رہے ہیں ا ن تجربات کیفیات اورعلم کو آپ ساتھ ساتھ دوسروں تک پہنچا دیں
پانچویں بات یہ یاد رکھنے کی ہے کہ کسی آدمی کو اپنا ہم نوا بنا نا ہم خیال بنانا
یہ دنیا کا مشکل ترین کام ہے کو ئی آدمی کسی کا ہم خیال نہیں بنتا جب تک وہ
آدمی عملاًاس بات کا ثبوت بیان نہ کردے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میں

ہوں اب بچے سے کہے دو عجیب اماں ہم سے کہہ رہی ہیں غصہ نہ کرو اور ابا
گھر میں آتی ہے تو خود ہی کر نی لگ جا تی ہیں ہبچے بہت سنسٹفد ہو تے ہیں
تو سب سے پہلے اپنی جو تعلیمات ہیں سلسلے کے جو اغرض و مقاصد ہیں وہ
اپنے اوپر ان کو نافذ کر یں زور سے نہ بولیں چھنخ کے نہ بو لیں بچوں سے پیار سے
بو لیں کسی کی غیبت نہ کریںکسی کو برا نہ کہے خاماخاہپنے اندخاندانی روایات
جو اللہ اور رسوال کے منا فی ہیں وہ بچوں کے اندر نہ ڈالیںاس سے کیا ہو گا اگر
آپ کے ذہن میں چھ آدمی ہے تو آپ کی اصلاح کے ساتھ ساتھ ان چھ لوگوں کی
بھی اصلاح ہوجا ئے گی ہتعلیمات سیکھیں بھی اور سیکھا ئیں بھی سیکھنے سیکھا
نے کے لئے ضروری ہے کے جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ چیز آپ کے اندر موجود
ہو ورنہ انسان جو ہے پیدا ہو تا ہے خاندان قبیلومیں رہتا ہے اپنی روایات پر
عمل کر تا ہے ہاس میں اچھی روایت بھی ہیں بری روایت بھی ہیں اور مر جا ئے
گا ایک کہانی لکھی ہو ئی ہے کہتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات بنا ئی تو
عمریں تقسیم کی عمر تقسیم کی تو انہوں نے کہا جی چا لیس سال جو عمر ہے
وہ انسان کی چا لیس سال عمر رکھ دی جا ئے تو ا نسان بیس سال تمہاری عمر
رکھ دیں تمہیں قبول ہے تو کہاں جی ہاں ہمیں قبول ہے چا لیس سال عمر
ٹھیک ہے ہاب انہوںنے کہا بیل کی با ری آئی انہوں نے کہا کے تمہاری عمر بیس
سال رکھ دیں تو انہوںنے کہا مجھے کیا کر نا ہوگا بیس سال میں نہیں کچھ نہیں
کر نا پڑے گا بس ذرا ہل چلا نا پڑے گا جگھڑا کندے پر رکھ دیں گے وقت پر تمہیں
رشن مل جائے گا انہوںنے کہا اللہ میاں کام کرنا ہے تو بیس سال تو زیادہ ہیں ہ
دس سال کر دو رتو اللہ میاں نے کہا چلو دس سال کر دئیے ہانسان کھڑے ہو ئے
ہیں انسان نے کہا اللہ میاں یہ دس سال مجھے دے دو تو اللہ میاں کہے گے تو لے
لے بھئی اب اس کے بعد وہ کتے کی باری آئی اس کو بھی کہا بھئی تمہاری عمر
دس سال کر دیںتو اس نے کہا جی مجھے دس سال میں کیا کر نا پڑے گا انہوں نے
کہا کچھ نہیں بس چوکیداری کر نا،کسی بھی گھر کے سا منے بیٹھے رہنا روٹی
تمہیں ملتی رہے گی کو ئی نیا پرانے آدمی آئے کہہ دینا بھئی یہاں سے ہٹوبس اتنا
ہی کام کر نا ہے کہنے لگے اتنے کام کے لئے دس سال کی عمر تو بہت زیادہ ہے
چھ سال کر دو اللہ میاں نے کہا صیحح ہے بھئی چھ سال کر لو وہ انسان کھڑا
ہوا یہ بھی مجھے آپ دے دیں ہکہا تم لے لو بھئی اب اسی طرح ہو تے ہو تے الو
کی باری آئی انہو ںنے کہا بھائی تیری عمر کتنی کر یں دس سال کر دیں انہوںنے
کہا دس سال کیا کام کرنا پڑے گا انہوںنے کہا کچھ بھی نہیں کرنا پڑے گا بس تو
ایسا کر نا رات بھر تجھے جاگنا پڑے گا کہیں سے چڑیا وڑیا آئے اس کو پکڑلی او ر
دن بھر سوتا رہے تو اس نے کہا نہیں زیادہ ہے خیر اس کی بھی پا نچ سال چھ
سال مقرر ہو گئی وہ بھی انسان نے مانگ لی کھڑے ہو کر تو وہ فرماتے ہیں کے
انسان کی جو عمر ہے وہ اصل میں چا لیس سال ہی ہے چا لیس سال جو اللہ
کی بنا ئی ہو ئی عمر تھی وہ اس میں بڑا خوش رہتا ہے ،بڑا کام کر تا ہے ،بڑا
جوش ہو تا ہے ،تھکتا ہی نہیں ہے اگر بڑے کہتے ہیں نہیں یا ر تھکوں نہیں

زیادہ ہے ہتو چالیس سال کے بعد اس کی عمر پوری ہو گئی جو اللہ نے دی تھی
اب تو ما نگی ہوئی عمر ہے بیل کی عمر انہوننے کہا ابا بہن کو اسکول چھوڑ آئو
انہوں نے کہا بازار سے سبزی لا دو تر کا ری لا دو وہ بیل بنے ہو ئے ہیں اور اب
جب بیل کی عمر پوری ہو گئی تو اب وہ کتے کی عمر آگئی اب وہ ہروقت بھو
بھو بھو نکے گھرمیں مرد رہتا ہے لڑائی لڑائی رہتی ہے اور جب وہ کتے کی عمر
ختم ہو تی ہے اب وہ الو کی عمر آئی اب وہ دن میں یہ سبق ہے کہ انسان جو
ہے اس کی چا لیس سال ہی عمر ہے اب اس چا لیس سال کی عمر کو آپ جتنا
اچھی طریقے سے استعمال کر یں گے اب چا لیس سال کی جو ع،ر ہے سوائے دنیا
کے ہم اس عمر کو کسی اور کام میں استعمال نہیں کر تے جبکہ پتا ہے چا لیس
سال کے بعد تو جا نا ہے بھئی ...تو یہ سلاسل متن شموریت جو ہے اس سے یہ
فائدہ ہو تا ہے کہ ایسے اساتذہ مل جا تے ہیںکہ آپ کو وہ بتا تے ہیں کہ یہ دنیا
عارضی دنیا ہے با الاخر یہاں سے چلے جا نا ہے اسباق کی پابندی مرا قبہ کر یں
گے جو کچھ علم اس کو زیادہ سے زیادہ پھیلائیں گے اتنی ہی زندگی آپ کی
کامیاب ہو گی اللہ تعالیٰ آپ سب کو کامیاب اور کامران کریں میرے خیال ہے دیر
ہو گئی ہے ہاختتام